بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

اَحکامِ قُربانی

جس میں قربانی کے احکام فضائل تکبیرات تشریق اور عیدین کے
ضروری مسائل قرآن و سنت کی روشنی میں جمع کیے گئے ہیں

تالیف و تحقیق

حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب

نظر ثانی

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب

ناشر

جامع مسجد الجنہ

محمد پورہ سمبڑیال روڈ ڈسکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب .... احکام قربانی

مولف .... مفتی عبدالقدوس جامعہ اسلامیہ جامع مسجد

نظر ثانی .... مفتی محمود الحسن جامع مسجد فاروقیہ نسبت روڈ ڈسکہ

صفحات 52

تعداد .... ایک ہزار

تاریخ طبعات .... ۲۷ ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ/اگست 2017

کمپوزنگ .... شبیر احمد چشتی پرنٹرز ڈسکہ

پروف ریڈنگ .... عمران اقبال

ناشر جامع مسجد الجنۃ محمد پورہ سمبڑیال روڈ ڈسکہ

ملنے کا پتہ

جامع مسجد الجنۃ محمد پورہ سمبڑیال روڈ ڈسکہ

0300-8615743

جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ روڈ ڈسکہ

0300-7027875

جامع مسجد فاروقیہ نسبت روڈ ڈسکہ

0322-7252755

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	انتساب	3
2	عرض مؤلف	4
3	قربانی جذبہ خلیل کا عکس	5
4	قربانی وعشرہ ذی الحجہ	5
5	قربانی کے فضائل	7
6	قربانی کی تاریخ	10
7	قربانی کی حقیقت	12
8	قربانی کا حکم	13
9	قربانی نہ کرنے پر وعید	13
10	قربانی کس پر واجب ہے	14
11	مالدار (صاحب نصاب) ہونے کا معیار	14
12	ضرورتِ اصلیہ کا معیار	15
13	زکوۃ اور قربانی میں فرق	16
14	قربانی کی اقسام	16
15	واجب قربانی	17
16	قربانی کے جانور اور ان کی عمریں	18
17	قربانی کے جانور کی اجناس	19
18	شرکائے قربانی اور آداب	22

19	جانور کے وہ عیوب جن کی وجہ سے قربانی جائز نہیں	24
20	وہ عیب جو قربانی کے جائز ہونے میں رکاوٹ نہیں	25
21	قربانی کے ایام	27
22	قربانی کا وقت	28
23	قربانی کے جانور کے متعلق آداب	29
24	اسلامی ذبیحہ کی شرائط	31
25	ذبح کا مسنون طریقہ	31
26	ذبح کا افضل طریقہ	32
27	ذبح کے احکام	33
28	قربانی کے گوشت کے احکام	35
29	حلال جانور کے ممنوع اعضاء	37
30	قربانی کی کھال کے احکام	37
31	قربانی کے متفرق مسائل	39
32	تکبیراتِ تشریق	42
33	عیدین کے سنن وآداب	43
34	عیدین کے دن چند چیزیں مشترک طور پر مسنون ہیں	43
35	عید کی نماز کا وقت	45
36	عیدین کی نماز کا سنت وقت	45
37	عید کی نماز کی نیت	46
38	عیدین کی نماز کا طریقہ	46

39	عیدین کی نماز کے بعد دعا	47
40	نماز یا نماز عیدین کے بعد مصافحہ ومعانقہ	47
41	عیدین میں چھ زائد تکبریں	48
42	عیدین کے متفرق مسائل	50

انتساب

بندہ اپنی اس ادنیٰ کاوش کو ملت حنیفیہ کے مؤسس سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور خاتم الانبیاء سرورِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

جن کی قربانی کی عظیم الشان سنت تا قیامت قائم رہے گی۔(انشاءاللہ)

بندہ: عبدالقدوس عفااللہ عنہ

☆......☆......☆

عرض مؤلف

الحمدللّٰہ وکفیٰ والصلٰوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد فاسئلوا اھل الذکران کنتم لا تعلمون (الانبیاء:۷)

سو پوچھ لو یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے

انما شفاء العی السئوال (ابوداوٗد)

لاعلم کی شفا سوال کرنے اور پوچھنے میں ہے۔

بندہ حقیر نے قربانی وعیدین کے ضروری مسائل کو احکام قربانی کے نام سے یکجا جمع کرنے کی ناقص کوشش کی ہے۔اللہ رب العزت اس کوشش وسعی کو قبول ونافع بنا کر آئندہ بھی دینی خدمت کی توفیق عطاء فرمائیں۔

بندہ اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے کچھ نہیں کہا جاسکتا ہاں البتہ اہل علم سے عرض ہے کہ بتقاضائے بشریت اس میں جہاں غلطی ہوئی ہو متنبہ فرمائیں، بندہ شکر گزار ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس خدمت کو میرے لئے میرے والدین،عزیز واقربا،اساتذہ ودیگر محبین کرام،خصوصاً تحریر واشاعت میں معاونین کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔(آمین)

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

خاکسار بندہ

عبدالقدوس عفااللہ عنہ

۲۷ ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ

طبع اول: ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ/ دسمبر 2006ء

طبع دوم: ۲۷ ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ/ اگست 2017ء

قربانی جذبہ خلیل کا عکس

اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر انسان میں قربانی کا جذبہ ودیعت کر رکھا ہے قربانی حضرت سیدنا ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی محبت خداوندی وعشق الٰہی کا مظہر ہے قربانی سنت ابراہیم وجذبہ خلیل کا ماہ تمام ہے۔ الفت ومودت کی انتہا ہے، خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ملتا ہے کہ اپنی قیمتی متاع کو اللہ تعالیٰ کے لئے قربان کیجئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے خواب کو اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سامنے ان الفاظ میں ذکر فرماتے ہیں۔ اے بیٹے !میں خواب دیکھتا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب سوچ کر بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام تاریخی جملہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اے ابا جی ! آپ وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

اسی کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کی رضا کے لیے وادی منیٰ میں اپنے لخت جگر کو لٹا دیتے ہیں اور ذبح شروع فرماتے ہیں اللہ رب العالمین کو باپ بیٹے کی یہ ادا اتنی پسند آتی ہے کہ اس عمل کو اللہ تعالیٰ امت محمدیہ علی صاحبہا السلام کے لئے جاری فرما دیتے ہیں پوری امت مسلمہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہر سال اسی سنت ابراہیمی کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔

قربانی وعشرہ ذی الحجہ

لفظ قربانی سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے پیش کرے خواہ وہ جانور کا ذبیحہ ہو یا نذر و نیاز یا عام صدقہ وخیرات ہو مگر عام طور پر

جانور کی قربانی کے لئے بولا جاتا ہے اور مناسک اسلام میں یہ لفظ اس جانور کے لئے بولا جاتا ہے جو ہر سال ایام عیدالاضحیٰ میں اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان یعنی ذبح کیا جاتا ہے۔

۱ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنوں میں کوئی دن ایسا نہیں جس میں نیک عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں (یعنی عشرہ ذی الحجہ) سے زیادہ محبوب ہو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا (ان ایام کے علاوہ دوسرے دنوں میں) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی (ان دنوں کے نیک اعمال کے برابر) نہیں ہے؟ فرمایا ہاں! مگر اس شخص کا جہاد جو اپنی جان و مال کے ساتھ (خدا کی راہ میں لڑنے) نکلا اور پھر واپس نہ ہوا (ان دنوں کے نیک اعمال سے بھی زیادہ افضل ہے) (بخاری 969) (ابوداؤد 2438)

تشریح مطلب یہ ہے کہ اگر جہاد ایسا ہو جس میں مال و جان سب خدا کی راہ میں قربان ہو جائے اور جہاد کرنے والا شہادت پا جائے تو وہ جہاد البتہ خدا کے نزدیک ان دس دنوں کے نیک اعمال سے بھی زیادہ محبوب ہے کیونکہ ثواب نفس کشی و مشقت کے بقدر ملتا ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی جان اور اپنا مال قربان کر دینے سے زیادہ نفس کشی و مشقت کیا ہو سکتی ہے؟

۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ ایسا کوئی دن نہیں جس میں عبادت کرنا عشرہ ذی الحجہ کے دنوں میں عبادت کرنے سے زیادہ افضل ہو اس میں سے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر قرار دیا جاتا ہے اور اس میں ہر رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر قرار دی جاتی ہے۔ (ترمذی 758، ابن ماجہ 1728)

۳ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے تو تم میں سے جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے وہ (جب تک قربانی نہ کرے) اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ جو شخص بقرہ عید کا چاند دیکھے اور قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ (قربانی کر لینے تک) اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے (مسلم 5113)

تشریح: بقرہ عید کا چاند دیکھ لینے کے بعد قربانی کر لینے تک بال وغیرہ کٹوانے سے اس لئے منع کیا گیا ہے تاکہ احرام والوں (یعنی حاجیوں) کی مشابہت ہو جائے لیکن یہ ممانعت تنزیہی ہے۔ لہذا بال وغیرہ نہ کٹوانا مستحب ہے اور اس کے خلاف عمل کرنا خلافِ اولیٰ ہے۔

فائدہ: ان مذکورہ احادیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ذی الحجہ کا عشرۂ اولیٰ تمام مہینوں کے عشروں سے افضل ہے۔

قربانی کے فضائل

١ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی عیدُ الاضحیٰ کے دن فرزندِ آدم کا کوئی عمل اللہ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ (زندہ ہو کر) آئے گا۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ ’’پس خوش دلی سے قربانی کرو‘‘ (ترمذی 1493، ابن ماجہ) یعنی اسکو بوجھ مت سمجھو۔

حدیث عائشہؓ میں قربانی کی تین فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔

١ قربانی کے ایام میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل قربانی ہے۔

٢ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا یعنی جیسا

جانور قربان کیا تھا ویسا ہی ملے گا اور قیامت کے دن اس کا کوئی بھی عضو ضائع نہیں ہوگا۔

۳ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کا پورا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔

۴ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنی صاحبزادی) سیّدہ فاطمۃ الزاہراء رضی اللہ عنہا کو (قربانی کے وقت) فرمایا کہ اے فاطمہ اٹھو اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ اسکے خون کے پہلے قطرے کے گرنے کی وجہ سے تمہارے پچھلے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جائیں گے۔" حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ فضیلت ہمارے یعنی اہل بیت کیلئے خاص ہے یا سب مسلمانوں کیلئے ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فضیلت تمام مسلمانوں کیلئے ہے۔ (الترغیب والترھیب حدیث 1591)

تشریح بعض عبادتوں کا مخصوص دنوں میں خصوصی اجر و ثواب ہے۔ خدائے رحمٰن و رحیم کے نزدیک عیدالاضحیٰ کے دن سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ اس کے نام پر زیادہ سے زیادہ جانیں قربان ہوں اور خون بہے یہ دراصل انسان کے اپنے جذبات کی قربانی ہے اور اس کی فداکاری کا امتحان ہے۔ چنانچہ اس کی ابتداء ملتِ اسلامیہ کے جدّ امجد خدا کے بہت زیادہ برگزیدہ بندے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ایک بے مثال قربانی سے ہوئی اپنے اکلوتے بیٹے کو خود اپنے ہاتھوں ذبح کر دینے سے بڑھ کر اور کیا قربانی ہوسکتی ہے؟ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی طرف سے یہ کر دکھایا گو خدا نے انکے لختِ جگر کی جان بچالی۔ اس قربانی کی ہمت تو ہر کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اسلئے اللہ رب العالمین نے اپنے فضل و کرم سے بیٹے کی قربانی کا حکم تو نہیں دیا البتہ اس مبارک و عظیم قربانی کی یادگار اس ملتِ حنیفیہ میں جاری رکھی اور ہر سال اس کا دہرانا اہل استطاعت پر لازم کر دیا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ

لن ینال اللہ لحومها ولا دمائها ولکن یناله التقوی منکم

ترجمہ: اللہ رب العزت کے پاس نہ تو ان جانوروں کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون بلکہ اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

اسلئے جب چھری پھیر دی، جذبۂ قربانی اور دل کے تقویٰ کا امتحان ہوگیا۔ خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرا، نیک نیتی اور خلوص دل پہلے قبول ہوگیا۔ اس آیت نے یہ حقیقت واضح کردی کہ صرف جانوروں کا خون بہادینے سے یا گوشت کھانے یا کھلانے ہی سے خدا کی خوشنودی حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے ہاں تو اصل قیمت تقویٰ، خلوص، خوش دلی، جوشِ محبت اور جذبہ قربانی کی ہے جس بندے میں یہ خوبی زیادہ ہوگی اس کی قربانی بھی اتنی ہی زیادہ مقبول ہوگی۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اصحاب نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تمہارے (روحانی اور نسلی) جدِّ امجد، خدا کے بہت زیادہ برگزیدہ بندے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت ہے۔ (یعنی سب سے پہلے اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکا حکم دیا گیا اور وہ قربانی کیا کرتے تھے۔ انکی اس سنت اور قربانی کے اس عمل کی پیروی کا حکم مجھ کو اور میری اُمت کو دیا گیا ہے)

تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان قربانیوں کا ہمارے لئے کیا اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قربانی کے جانور کے بالوں کے عوض ایک نیکی ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہیم اجمعین نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُون کا بھی یہی حساب ہے۔ (اس سوال کا مطلب یہ تھا کہ بھیڑ، دُنبہ، مینڈھا اور اونٹ جیسے جانور جن کی کھال پر گائے، بیل اور بکری کی طرح کے

بال نہیں ہوتے بلکہ اُون ہوتی ہے اور یقیناً ان میں سے ہر ایک جانور کی کھال پر لاکھوں یا کروڑوں بال ہوتے ہیں تو کیا ان اُون والے جانوروں کی قربانی کا ثواب بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی کی شرح سے ملے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جی ہاں! اُون والے جانوروں کی قربانی کا ثواب بھی اسی شرح سے ملے گا یعنی ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے۔ (سنن ابن ماجہ 3127)

قربانی کی تاریخ

کسی جانور کو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنیکی نیت سے ذبح کرنا اس وقت سے شروع ہے۔ جب سے آدم علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے اور دنیا آباد ہوئی سب سے پہلے قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل نے دی ''**اذ قرّبا قربناً**'' یعنی جب کہ دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی (المائدہ پارہ۔۶)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں نقل فرمایا ہے کہ ہابیل نے ایک مینڈھے کی قربانی پیش کی اور قابیل نے اپنے کھیت کی پیداوار سے غلہ وغیرہ صدقہ کر کے قربانی پیش کی حسبِ دستور آسمان سے آگ نازل ہوئی ہابیل کے مینڈھے کو کھا لیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا، قربانی کے قبول ہونے یا نہ ہونے کی پہچان پہلے انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں یہ تھی کہ جس قربانی کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے تو ایک آگ آسمان سے آتی اور اس کو جلا دیتی تھی سورہ آل عمران میں اس کا ذکر ''صراحتاً'' آیا ہے کہ ''**بِقُربَانٍ تَاْکُلُهُ النَّار**'' یعنی وہ قربانی جس کو آگ کھا جائے (قبول ہے)۔ اس زمانہ میں کفار سے جہاد کے ذریعہ جو مال غنیمت ہاتھ آتا تو اس کو بھی آسمان سے آگ نازل ہو کر کھا جاتی تھی اور یہ جہاد کے مقبول ہونیکی علامت سمجھی جاتی تھی۔

اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی انعام ہوا کہ قربانی کا گوشت

اور مالِ غنیمت ان کے لئے حلال کردیے گئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خصوصی فضائل اور انعامات الٰہیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ''**اُحِلّتْ لی الغَنَائم**'' یعنی میرے لیے مال غنیمت حلال کردیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بعض غیر مسلموں نے اپنے اسلام قبول نہ کرنے کا یہ عذر بھی پیش کیا کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی قربانیوں کو آگ کھا جایا کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایسا نہیں ہوتا، اس لئے اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک یہ صورت ظاہر نہ ہو۔ ''سورۃ المائدۃ'' میں اس عذر۔۔۔کو بیان کرکے یہ جواب دیا گیا کہ جن انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانہ میں قربانیوں کو آگ نے کھایا تھا تو تم کونسا ان انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لائے تھے تم نے تو انکو بھی جھٹلادیا تھا۔ بلکہ انکے قتل تک سے دریغ نہ کیا تھا، انکا یہ قول حق طلبی کیلئے نہیں تھا۔ بلکہ حیلہ جوئی کیلئے تھا۔ جانور کی قربانی سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے عبادت اور تقرب الٰہی کا ذریعہ قرار دی گئی اور قربانی کا ایک خاص طریقہ کہ آسمانی آگ آکر اس کو جلادے۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک تمام انبیاء کرام کے دور میں ہوتا رہا۔ قربانی ایک اہم عبادت اور شعائرِ اسلام میں سے ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا مگر بتوں کے نام پر قربانی کیا کرتے تھے، اس طرح آج تک دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کیجاتی ہے۔ بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر۔ ''سورۃ الکوثر پارہ عمّ'' میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جس طرح نماز اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کیلئے نہیں ہوسکتی اس طرح قربانی بھی اس کے نام پر ہونی چاہیے۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس سال تک مدینہ منورہ میں قیام فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال پابندی سے قربانی فرماتے تھے، جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظّمہ کیلئے مخصوص نہیں

بلکہ ہر شخص پر، ہر شہر میں شرائط کے بعد واجب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے، اس لئے جمہور علماء اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے۔

قربانی کی حقیقت

اصل میں قربانی کی حقیقت تو یہ تھی کہ عاشق خود اپنی جان کو خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھیے، اللہ کو یہ گوارا نہ ہوا۔ اس لئے حکم دیا کہ تم جانور ذبح کردو ہم یہی سمجھیں گے کہ تم نے اپنے آپ کو قربان کر دیا۔

چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواب کے ذریعہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کریں اب دیکھیے کہ حکم اول تو اولاد کے بارے میں دیا گیا۔ اولاد بھی کیسی فرزند اکلوتا اور فرزند بھی ناخلف نہیں بلکہ نبی معصوم۔ ایسے بچے کی قربانی کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ حقیقت میں انسان کو اپنی قربانی پیش کرنا اتنا مشکل نہیں۔ مگر اپنے ہاتھ سے اپنی اولاد کی قربانی پیش کرنا اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بڑا مشکل کام ہے مگر چونکہ حکمِ خداوندی تھا۔ اسلئے آپ نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی محبت پر حکم خداوندی کو مقدم رکھتے ہوئے فرمانِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اور اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منٰی کے منحر (ذبح کی جگہ) میں لے گئے اور فرمایا بیٹا! مجھے حکمِ خداوندی ہے۔ کہ میں تجھے ذبح کردوں۔ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فوراً یہ فرمایا **افعل ماتؤمر** یعنی جو آپ کو حکم ہوا ہے ضرور پورا کیجئے، اگر میری جان کی ضرورت ہے تو ایک جان کیا؟ (گو اگر ہزار جانیں بھی ہوں تو نثار ہیں)۔ چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے رسیوں سے پہلے ان کے ہاتھ پاؤں باندھے، پھر چھری تیز کی۔ اب بیٹا بھی خوش ہے کہ میں خدا کی راہ میں قربان ہو رہا ہوں ادھر باپ بھی خوش ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے بیٹے کی قربانی پیش کر رہا ہوں، چنانچہ حکمِ خداوندی کی

تعمیل میں اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلادی، جب چھری کند ہوگئی تو اس وقت حکمِ الٰہی ہوا: **قد صدقت الرؤیا انا کذالك نجزی المحسنین** ۔(الصّٰفات پارہ۲۳) بیشک آپ نے اپنا خواب سچ کر دکھایا، ہم نیکوکار لوگوں کواسی طرح جزا دیا کرتے ہیں۔اب ہم اس کے عوض جنت سے ایک مینڈھا بھیجتے ہیں اورتمہارے بیٹے کی جان کے عوض ایک دوسری جان کی قربانی مقرر کرتے ہیں۔چنانچہ اسی دن سے بھیڑ، دُنبہ، مینڈھا ،اونٹ، گائے، بیل اور بکری وغیرہ قربانی کیلئے فدیہ (بدلہ) میں گویا کہ مقرر ہوگئے ہیں۔

قربانی کا حکم

حنفی مسلک اور جمہورِ اہل اسلام کے نزدیک قربانی ہر اس مسلمان (مرد وعورت) پر فرض ہے جو مقیم ہو اور غنی (مالدار) ہو یعنی نصاب کا مالک ہو اگرچہ نصاب نامی نہ ہو۔

قربانی نہ کرنے پر وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جس کے پاس گنجائش ہو اور اس کے باوجود وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔(ابن ماجہ ۳۱۲۳)

تشریح پوری ملت اسلامیہ شریعت کا ایک اہم شعار اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار منا رہی ہو (اور سنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پورا کر رہی ہو) انہی میں سے ایک شخص جسے خدا نے سب کچھ دیا ہو اور وہ آسانی سے اس اہم سنت میں حصہ لے سکتا ہو اور اس کے باوجود بے پرواہی کررہا ہو تو اس کو کیا حق ہے کہ سب مسلمانوں کے ساتھ مل کر عید منائے۔(ترغیب ص۔۳۹۴ ج۔۲)

قربانی کس پر واجب ہے

١ قربانی ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد وعورت پر واجب ہے کافر پر نہیں۔ مفتیٰ بہ قول کے مطابق نابالغ اور پاگل پر قربانی واجب نہیں۔

٢ مالدار یعنی صاحب نصاب پر واجب ہے، غریب پر نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وسعت (مالدار ہونے) کے باوجود جو قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ (سنن ابن ماجہ باب الاضاحی)

مالدار یعنی صاحب نصاب ہونے کا کیا معیار ہے تفصیل آگے آرہی ہے۔

٣ قربانی مقیم پر واجب ہے مسافر پر نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

اسی وجہ سے حجاج کرام پر عید کی قربانی واجب نہیں، بشرطیکہ وہ مسافر ہوں لہذا اگر حاجی پندرہ دن پہلے سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہو وہ مالدار ہو تو اس پر عید کی قربانی واجب ہو جائے گی، عید والی قربانی خواہ مکہ میں کرے یا اپنے وطن میں کروادے اور حج تمتع وغیرہ کی قربانی الگ ہوگی جس کا حرم میں ہی کرنا ضروری ہے۔

٤ قربانی واجب ہونے میں آخری وقت کا اعتبار ہے مثلاً 12 ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے غریب مالدار ہوگیا، کافر مسلمان ہوگیا، ''مالدار مسافر'' مقیم ہوگیا تو ان پر قربانی واجب ہوگئی اور قربانی واجب ہونے میں مرد وعورت کے احکام ایک جیسے ہیں۔

مالدار (صاحب نصاب) ہونے کا معیار

قربانی اور صدقہ فطر کا نصاب ایک جیسا ہے مثلاً جس مسلمان مرد وعورت کے پاس قرض کو منہا کر کے ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی (دوسو درہم)۔ یا ساڑھے

باون تولے چاندی کی موجودہ قیمت کے برابر نقدی مال۔ یا چاندی کی قیمت کے برابر ہر قسم کا تجارتی سامان مثلاً دکان کا سامان، پراپرٹی کی زمین، مکان، پلاٹ، شیئرز وغیرہ۔ یا۔ چاندی کی قیمت کے برابر ضرورتِ اصلیہ سے زائد سامان۔ یا رہائشی مکان کے علاوہ چاندی کی قیمت کے برابر ضرورت سے زائد مکان و پلاٹ و جائیداد، ضروری سواری کے علاوہ دوسری گاڑیاں موجود ہوں۔ یا مذکورہ اشیاء تھوڑی مل کر ساڑھے باون تولے چاندی کی موجودہ قیمت کے برابر ہوں تو ایسے تمام افراد پر قربانی واجب ہے۔

ضرورتِ اصلیہ کا معیار

ضرورتِ اصلیہ سے مراد وہ ضروری اشیاء ہیں جو جان، مال، عزت، آبرو اور عزت نفس سے متعلق ہوں اور انکے نہ ہونے سے جان، عزت، آبرو کو خطرہ لاحق ہو۔ مثلاً کھانا، پینا، موسم کے مطابق ضرورت کا لباس، ضرورت کا مکان، اہل صنعت وحرفت کیلئے اپنے پیشے کے اوزار وغیرہ۔ انکے علاوہ فضول برتن، بستر جو مہمان کی آمد پر بھی استعمال نہ ہوتے ہوں۔ کپڑوں کے زائد جوڑے یا اَن سلے کپڑے، اعلیٰ قسم کے قالین، کارپٹ، پردے وغیرہ اور تمام وہ اشیاء جو محض زیب و زینت اور نمود و نمائش کیلئے ہیں اور ٹی وی، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈز، ڈی وی ڈی، ایل سی ڈی وغیرہ یہ سب فضولیات میں شامل ہیں نہ کہ ضرورت میں، اسی طرح وہ بہن یا بیٹیاں جنہوں نے ملازمت کر کے یا کچھ بچت کر کے اپنی یا اولاد کی شادی وغیرہ کے لئے جہیز کا سامان جمع کر رکھا ہے یا شادی کے لئے رقم جمع کر رکھی ہے وہ بھی ضرورت سے زائد ہے جب تک استعمال نہ ہو ظاہر ہے وہ شادی پر یا بعد ہی میں ہوگا، اسی طرح حج وغیرہ کے لئے یا دیگر عبادات مالیہ کے لئے جمع شدہ رقم یا دیگر منصوبہ جات مثلاً تعلیمی فیس یا گاڑی خریدنی ہے یا مکان بنانا ہے ان مقاصد کے لئے جمع شدہ رقم بھی ضرورت سے زائد ہے جب تک خرچ نہ ہو، لہذا ضرورت سے زائد سامان کی قیمت اگر ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر

ہو تو قربانی واجب ہے ورنہ نہیں۔

نوٹ قربانی کے وجوب کے لئے زکوٰۃ کی طرح مال پر سال گزرنا بھی شرط نہیں ہے۔

مسئلہ گھر کا وہ سامان جو پورے سال میں کبھی بھی استعمال نہیں ہوتا وہ بھی ضرورت سے زائد ہے اگر یہ سامان نصاب کے برابر ہوگا تو قربانی واجب ہوگی۔

زکوٰۃ اور قربانی میں فرق

زکوٰۃ وقربانی صاحب نصاب پر ہی واجب ہوتے ہیں مگر دونوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔

1. زکوٰۃ کے وجوب کے لئے نصاب پر سال کا گزرنا بھی شرط ہے اور قربانی کے وجوب کے لئے نصاب پر سال کا گزرنا شرط نہیں بلکہ ایام قربانی میں بھی کوئی شخص صاحب نصاب ہو گیا تو قربانی واجب ہوگی۔

2. دوسرا فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ مال نامی یعنی بڑھنے والا ہو شرعی طور پر سونا، چاندی، نقد رقم، کرنسی، مال تجارت اور چرنے والے جانور مال نامی یعنی بڑھنے والا مال ہے۔ اگر کسی کے پاس ان چیزوں میں سے کوئی چیز نصاب کے برابر ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مگر قربانی کیلئے مال کا ''نامی'' ہونا ضروری نہیں مثلاً کسی کے پاس غلہ ضرورت سے زائد ہے جس کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہے اس پر قربانی واجب ہوگی نہ کہ زکوٰۃ کیونکہ غلہ ''مال نامی'' نہیں۔

قربانی کی اقسام

قربانی کی دو قسمیں ہیں۔

1. واجب قربانی
2. نفل قربانی

واجب قربانی

(۱) نذر، منت کی قربانی مثلاً کسی نے منت مانی (کہ فلاں کام ہوگیا یا فلاں صحت مند ہوگیا تو اللہ کیلئے قربانی کروں گا) تو اس پر جانور کی قربانی واجب ہو جائیگی خواہ نذر یا منت ماننے والا غریب ہو یا امیر پھر اگر ایامِ قربانی میں غریب (مال آنے کی وجہ سے) صاحب نصاب بھی ہوگیا تو اس پر دوسری قربانی بھی واجب ہوجائیگی۔ اب اس کو دو جانور قربان کرنا ہونگے۔ ایک منت کی وجہ سے اور ایک صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے۔ البتہ منت والے جانور کا گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے اور دوسرے جانور کا گوشت کھا بھی سکتا ہے اور دوست احباب میں تقسیم بھی کرسکتا ہے۔

(۲) صاحبِ نصاب پر مال دار ہونے کی وجہ سے جو قربانی آتی ہے، وہ بھی واجب ہوتی ہے، عام طور پر اہل اسلام عید کے موقع پر اسی قسم کی قربانی کرتے ہیں اور اس کا گوشت امیر، غریب، مسلم، غیر مسلم سب کو دیا جاسکتا ہے۔ (نذر کی قربانی کا گوشت غیر مسلم اور امیر کو نہیں دیا جاسکتا)۔

(۳) اگر غریب نے جانور قربانی کے ارادہ سے خرید لیا ہو تو ایسے غریب پر اسی جانور کی قربانی کرنا واجب ہے خواہ اس جانور میں کوئی نقص وعیب ہی پیدا ہو جائے۔

(۴) مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ بقیہ تمام قربانیاں نفل ہیں مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنا یا والدین یا کسی بزرگ یا استاد یا مشائخ کی طرف سے قربانی کرنا بہر حال اپنی قربانی میں اپنے محسنین کو خاص طور پر سردار انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد رکھنا خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔

مسئلہ اگر کسی آدمی نے قربانی واجب ہونے کے باوجود کئی سال سے قربانی نہیں کی تو اس پر واجب ہے کہ ہر سال کے حساب سے اتنے پیسے صدقہ کرے اور اگر صدقہ نہ کرسکا تو ورثاء کو

اتنی رقم صدقہ کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۔اگر مرنے والا ورثاء کو اپنے مال سے قربانی کی وصیت کر جائے تو اس کی وصیت کا تہائی مال سے پورا کرنا واجب ہے اور بقیہ مال سے پورا کرنا مستحب ہے اور ایسی قربانی کا گوشت غربا، مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ مال دار اور سیّد کو دینا درست نہیں۔

قربانی کے جانور اور ان کی عمریں

قربانی کے جانوروں میں درج ذیل عمروں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۱ اونٹ، اونٹنی کی عمر مکمل پانچ سال ہو۔

۲ گائے، بیل، بھینس، بھینسا کی عمر مکمل دو سال ہو۔

۳ بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ وغیرہ کی عمر مکمل ایک سال ہو۔

حدیث پاک میں ہے۔ **لا تذبحوا الا مُسِنَّةً** (مسند احمد)

ترجمہ: تم نہ ذبح کرو مگر مسنّہ

احادیث میں جانور کی عمر کے بارے میں تین لفظ ہیں۔

۱ مُسنّہ (مسند احمد، ص 5068)

۲ الثّنّی (سنن نسائی، ص ۲۰۳)

۳ الثَّنِيَّة (سنن نسائی، ص ۲۰۳)

اکثر اہل لغت اور فقہا کرام نے اور بالخصوص حنفی فقہاء کرام نے ان تینوں لفظوں سے سن رسیدہ بڑی عمر کا جانور مراد لیا ہے اور یہ رائے قائم فرمائی ہے کہ اونٹ پانچ سال کا، گائے بھینس دو سال کے اور بکرا دنبہ وغیرہ ایک سال کے ہوں تو سن رسیدہ بڑی عمر کے ہوتے ہیں۔ ہاں البتہ اگر بھیڑ، دنبہ وغیرہ کم از کم چھ ماہ کے ہوں اور اتنے موٹے تازے ہوں کہ وہ سال والوں کے برابر لگتے ہوں تو ان کی قربانی بھی جائز ہے کیونکہ حدیث پاک میں اس کی اجازت حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے اور بعض اہل لغت نے مسنّہ کا معنی ’’دانت‘‘ اور ثنیہ کا معنی ’’دو دانت‘‘ قرار دیا ہے کہ جب جانور کے سامنے کے کچے اور دودھ والے دو دانت ٹوٹنے کے بعد پختہ دو دانت نکل آئیں تو جانور کو مسنہ یا ثنیہ کہا جاتا ہے جس کو آج کی زبان میں ’’دوندا‘‘ کہتے ہیں لیکن اکثر فقہاء و اہل لغت نے اس رائے کا اعتبار نہیں کیا بلکہ انکے ہاں اصل اعتبار تو عمر ہی کا ہے اگر عمر کا پورا ہونا یقینی ذرائع سے معلوم ہوجائے تو قربانی جائز ہے، خواہ پختہ ’’دو دانت‘‘ نہ بھی نکلے ہوں۔ کیونکہ آب و ہوا، غذا اور نسل کے فرق کی وجہ سے دانتوں کے نکلنے میں عمر کی کمی بیشی کا امکان ہے، اور موجودہ دور کے ماہرین فن کی تحقیق بھی یہی ہے کہ آب و ہوا، غذا اور نسل کے فرق سے پختہ دانت نکلنے میں فرق آسکتا ہے لہذا احتیاط عمر کا اعتبار کرنے ہی میں ہے ہاں البتہ جب کسی جانور کی عمر کا پورا ہونا کسی معتبر ذریعہ سے معلوم نہ ہو تو پھر پختہ دانتوں کو عمر کے پورا ہونے کی علامت قرار دیا جاسکتا ہے۔

نوٹ جانوروں کی عمر کا حساب چاند کی تاریخ سے ہوگا۔

مسئلہ اگر جانور کو فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہو اور ظاہر حال سے ایک سمجھدار آدمی کو اتنی ہی عمر کا اندازہ ہوتا ہو تو فروخت کرنے والے کی بات پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

قربانی کے جانور کی اجناس

قربانی میں صرف درج ذیل جانوروں کی قربانی جائز ہے۔

1. بکرا، بکری، دنبہ اور بھیڑ، چھترا وغیرہ انکی تمام اقسام اس میں شامل ہیں خواہ وہ نر ہوں یا مادہ۔
2. اونٹ اور اس کی تمام اقسام خواہ نر ہوں یا مادہ۔
3. گائے، بیل اور انکی تمام اقسام مثلاً بھینس، بھینسا وغیرہ خواہ نر ہوں یا مادہ مذکورہ جانور خواہ خصی ہوں یا غیر خصی۔

یادرہے کہ بھینس گائے ہی کی قسم ہے۔

دلیل نمبر۱ حضرات فقہاواہل علم کا اجماع ہے کہ بھینس گائے ہی کی قسم ہے۔

واجمعوا علی اَنَّ حکم الجوامیس حکم البقر

(کتاب الاجماع لابن منذر ص ۳۷)

دلیل نمبر۲ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بھینس گائے ہی کی قسم ہے۔

الجاموس بمنزلة البقر (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۷، ص ۶۵)

دلیل نمبر۳ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں بھینس کو گائے میں شمار کیا جائے گا۔

تحسب الجواميس مع البقر (مصنف عبدالرزاق ج ۴، ص ۲۳)

دلیل نمبر۴ امام مالکؒ فرماتے ہیں بھینس گائے ہی ہے۔

انما هی بقر كلُّها (موطا امام مالک ص ۲۹۴)

دلیل نمبر۵ جب گائے بھینس دو سال کی ہو جائیں تو قربانی درست ہے۔

وتصح البقر والجاموس اذا بلغ سنتين كاملتين

(الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۷۱۹ ج ۱)

دلیل نمبر۶ گائے کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک بھینس بھی ہے۔

والبقر علی قسمين احداهما الجواميس

(کتاب الحیوان ص ۱۶۳، ج ۳)

دلیل نمبر۷ اہل لغت کی رائے بھی یہی ہے کہ بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے۔

والجاموس نوع من البقر (لسان العرب ص ۶۷۸)

القاموس المحیط ص ۲۹۳ تاج العروس ص ۵۱۳ ج ۱۵/ کتاب جمرۃ اللغہ

محیط المحیط ، حیٰوۃ الحیوان

فائدہ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ گائے کا گوشت حدیث پاک کی رو سے مضر صحت ہے اور طبی لحاظ سے بھینس یعنی کٹے کا گوشت گائے کے مقابلہ میں صحت کے لئے مفید ہے خصوصاً جبکہ کٹا جوان ہو۔

حدیث پاک میں ہے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گائے کا دودھ شفاء ہے اور اس کا گھی دوا ہے اور اس کا گوشت بیماری ہے۔ **ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: اِنَّ البانها اولبنها شفاء وسمنها دواء، ولحمها اولحومهاداء** (شعب الایمان للبیهقی رقم ۵۵۵۵)

نوٹ اس حدیث پاک کا تعلق طب سے ہے حلت وحرمت سے نہیں۔

اور ماہرین فن کی رو سے گائے اور بھینس کے 100 گرام پکے ہوئے گوشت میں چکنائی ،حرارے،کولیسٹرول کے اجزاء کا موازنہ درج ذیل ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ دور میں جسمانی مشقت اور نقل وحرکت کی کمی کی وجہ سے گائے کا گوشت بھینس کے مقابلہ میں مضر صحت ہے، گائے بھینس کے گوشت کا موازنہ درج ذیل ہے۔

جانور	چکنائی کی مقدار FATS	حرارت کی مقدار Calories	کولیسٹرول کی مقدار Cholesterol
گائے Beef	10.15	219	86
بھینس Bison	2.42	143	82

مسئلہ کوئی وحشی جنگلی جانور مثلاً ہرن وغیرہ بطور قربانی ذبح کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ وحشی اور گھریلو جانور کے ملاپ سے پیدا شدہ جانور اپنی ماں کے حکم میں ہے، ماں اگر وحشی ہوگی تو بچہ بھی وحشی سمجھا جائے گا اور قربانی جائز نہ ہوگی۔

مسئلہ وحشی جانور کو مانوس کر کے گھریلو بنالیا تھا تب بھی قربانی جائز نہ ہوگی۔

شرکائے قربانی اور آداب

★ شرکت کا افضل طریقہ یہ ہے کہ بڑے جانور میں شریک ہونیوالے پہلے شریک ہوجائیں اور پھر جانور خریدیں اسی میں احتیاط ہے اور اسی حکم میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ خریدنے والا اس نیت سے خریدے کہ ایک حصہ یا دو حصے میں اپنی قربانی کیلئے رکھوں گا اور باقی حصوں میں دوسروں کو شریک کرونگا یہ بھی جائز ہے۔لیکن اگر اس نے بغیر کسی نیت کے خرید لیا اور بعد میں دوسروں کو شریک کرلیا تو اس کے جواز میں اختلاف ہے لیکن راجح جواز ہی ہے۔

★ اگر بڑے جانور کو خریدنے کے وقت کسی کو شریک کرنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ اپنی طرف سے ہی کرنے کا ارادہ تھا پھر بعد میں اس نے کسی کو ساتھ شریک کرلیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر شریک کرنے والا صاحبِ نصاب مال دار تھا تو قربانی تو درست ہوجائیگی۔البتہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔اور اگر شریک کرنے والا غریب تھا تو شرکاء کی قربانی درست ہوجائے گی۔مگر جتنے حصے غریب نے دوسروں کو دیے تھے اتنے حصوں کی قربانی (ایام قربانی میں) کرے (کیونکہ اس کے لیے مکمل جانور ہی اپنی طرف سے کرنا ضروری تھا)۔

★ بڑے جانور میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ان میں سے کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگیا تو کسی کی قربانی جائز نہ ہوگی۔

★ بڑے جانور میں عقیقہ کی نیت سے کئی آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔بشرطیکہ تمام شرکاء کی نیت قربانی یا عقیقہ کی ہو۔

نوٹ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ عقیقہ اور قربانی کو ایک جانور میں جمع کرنا درست نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ عام قربانی مال دار ہونے کی وجہ سے شکرانہ یعنی دمِ شکر کے طور پر واجب ہے اور حج کی قربانی ایک اہم فریضہ کی تکمیل کا شکرانہ یعنی دمِ شکر ہے۔ یہ دونوں ایک

جانور میں جمع ہو سکتے ہیں تو عقیقہ بھی دمِ شکر ہے اولاد کی پیدائش کا تو وہ بھی قربانی کے جانور میں جمع ہوسکتا ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

سئل رسول صلى الله عليه وسلم عن العقيقه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم انما نسألك احدنا يولدله قال من احب ان ينسك عن ولده فلينسك عنه عن الغلام شاتان ---عن الجارية شاة ۔ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیقہ کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ قربانی کرے اس کی جانب سے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (کتاب العقیقہ سنن نسائی، ص ۱۸۷، ابوداؤد ۲۸۴۲، مشکوٰۃ ۴۱۵۶)

فائدہ حدیث پاک میں نسک یعنی قربانی کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ قربانی وعقیقہ کے جانور کے احکام بھی ایک جیسے ہیں۔

★ اگر بعض افراد واجب قربانی کرنا چاہتے ہوں اور بعض نفلی قربانی کرنا چاہتے ہوں تو ایسے افراد بڑے جانور میں شرکت کر سکتے ہیں۔

★ اگر سات شرکاء میں سے قربانی سے پہلے کسی کا انتقال ہوجائے تو فوت شدہ ساتھی کے ورثاء سے اجازت لینی چاہے۔ اگر وہ میت کی طرف سے اجازت دے دیں کہ میت کی طرف سے اور باقی شرکاء اپنی طرف سے قربانی کرلیں تو جائز ہے اور اگر ورثاء کی اجازت کے بغیر قربانی کردی تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔

★ جس آدمی کی آمدن حرام کام کی ہو یا سودی ہو تو اس کے ساتھ شرکت نہیں کرنی چاہیے۔

★ اونٹ کی قربانی میں اگر سات کے بجائے آٹھ آدمی شریک ہوگئے تو کسی کی بھی قربانی جائز نہ ہوگی۔

★ کسی شیعہ (اور قادیانی) کو قربانی میں شریک کرنے سے کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔

★ کسی مشرک کو اپنے ساتھ شریک کرنے سے شرکاء میں سے کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ بڑا جانور خواہ وہ گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ یا اونٹنی ہو تو سات آدمی اس میں شرکت کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واضح ہے۔ **"عن جابر ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قال البقرۃ عن سبعۃ والجزور عن سبعۃ** (رواہ مسلم ۳۱۸۳، ابوداؤد ۲۸۰۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گائے اور اونٹ سات، سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ترمذی شریف میں ہے۔ جس میں اونٹ کے دس حصوں کا بھی تذکرہ ہے۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بالا سے منسوخ ہے۔

"فی البعیرۃ عمل بہ بعضا العلماء والجمہور علی انہ منسوخ ذکرہ الشیخ محدث الدھلوی" (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

جانوروں کے وہ عیوب جن کی وجہ سے اُن کی قربانی جائز نہیں

بسا اوقات جانور میں کوئی عیب اور نقص پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی قربانی جائز نہیں ہوتی۔ فقہاء و محدثین کرام نے ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ کے فتاوٰی میں ذکر کردہ جانوروں کے عیوب کی روشنی میں جو اصول مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر وہ عیب جس کی وجہ سے جانور کا جمال و خوبصورتی مکمل زائل ہو جائے یا اس جانور کی منفعت مکمل ختم ہو جائے تو ایسے عیب والے جانور کی قربانی نہ ہوگی۔ مذکورہ اصول کی روشنی میں علماء نے جانوروں کے جو چند عیوب ذکر فرمائے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱ اندھا، کانا، لنگڑا جانور جو اپنے پاؤں پر وزن نہ ڈالتا ہو اسکی قربانی جائز نہیں۔

۲ مریض، کمزور اور لاغر جانور جو اپنے ذبح ہونے کی جگہ تک اپنے پاؤں پر خود چل کر نہیں جا سکتا اسکی قربانی جائز نہیں۔

۳ جس جانور کا ایک تہائی کان یا دُم کٹی ہوئی ہو اسکی قربانی جائز نہیں۔

۴ جس جانور کا سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

۵ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔

۶ جس جانور کے دونوں کان یا ایک کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

۷ چار تھن والے جانور کے دو تھن اور دو تھن والے جانور کا ایک تھن خراب ہو تو اسکی قربانی جائز نہیں۔

نوٹ تھن خراب ہونے کا مطلب ہے کہ تھن خشک ہو گیا ہو کہ جس سے دودھ نہ اترتا ہو یا تھن مکمل کٹ گیا ہو یا تھن کا نپل کٹ گیا ہو، تھن ایسا زخمی ہو گیا ہو کہ بچے کو دودھ نہ پلا سکے یا تھن ہی نہ ہو۔

۸ خُنثیٰ جو جانور نر ہو نہ مادہ اس کی قربانی جائز نہیں۔

۹ جس جانور کی دم پیدائشی طور پر نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

۱۰ جس جانور کی بینائی تہائی سے زیادہ ختم ہو چکی ہو اسکی قربانی جائز نہیں۔

۱۱ جو جانور پاگل ہو کہ گھاس چارہ نہ کھاتا ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

۱۲ ایسا خارشی جانور جس کی خارش کا اثر گوشت تک پہنچنے کی وجہ سے وہ دبلا اور کمزور ہو گیا ہو اس کی قربانی جائز نہیں

وہ عیب جو قربانی کے جائز ہونے میں رکاوٹ نہیں

بعض عیب و نقص ایسے ہوتے ہیں جو عیب ہونے کے باوجود قربانی کے جائز ہونے میں

رکاوٹ نہیں مثلاً ہر وہ عیب جس کی وجہ سے جانور کی منفعت اور اس کی خوبصورتی باقی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ہم چند عیوب کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱ جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہیں ہیں اسی طرح اس کے سینگ جڑ سے اکھڑے ہوئے بھی نہیں اسکی قربانی جائز ہے۔

۲ جس جانور کے سینگ کا خول اتر گیا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔

۳ بھنگی آنکھ والے جانور کی قربانی جائز ہے۔

۴ جس جانور کا ایک خصیہ ہو اسکی قربانی جائز ہے۔

۵ جس جانور کو بطور علاج داغ دیا گیا ہو اسکی قربانی جائز ہے۔

۶ جس جانور کا ذکر کٹا ہوا ہو اور وہ جماع سے عاجز ہو اسکی قربانی جائز ہے۔

۷ رسولی والے جانور کی قربانی جائز ہے۔

۸ جو جانور بانجھ ہو یا زیادہ عمر کی وجہ سے بچے نہ جنتا ہو اسکی قربانی جائز ہے۔

۹ جس جانور کو کھانسی کی بیماری ہو اسکی قربانی جائز ہے۔

۱۰ جس جانور کا دودھ نہیں اترتا اس کی قربانی جائز ہے۔

۱۱ جو جانور حاملہ ہو اس کی قربانی جائز ہے (ہاں بہتر نہیں)

۱۲ اگر کوئی دنبہ پیدائشی طور پر اتنی چھوٹی چکی والا ہو کہ دم کے مشابہ ہو تو اسکی قربانی جائز ہے۔

۱۳ چھوٹے کانوں والے جانور کی قربانی جائز ہے۔

۱۴ جس جانور کی بینائی تہائی سے کم ختم ہوئی ہو اور اکثر بینائی موجود ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

۱۵ کان، دُم، چکی تیسرے حصہ سے کم کٹی ہو اس کی قربانی جائز ہے۔

۱۶ جس جانور کے دانت گر گئے ہوں اور وہ آسانی سے چارہ کھا سکتا ہو اس کی قربانی جائز

ہے۔

⑰ مجنون جانور جس کا پاگل پن اس کو چارہ کھانے سے مانع (روکتا) نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے۔

⑱ خصی جانور کی قربانی جائز ہے حضرت جابرؓ کی حدیث سے ثابت ہے (مشکوٰۃ ۱۴۶۱)

قربانی کے ایام

قربانی کے صرف 3 دن ہیں 10، 11، 12 ذوالحجہ یہی مسلک ہے جمہور فقہاء و محدثین کرام اور امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن جنبلؒ، امام شافعیؒ وغیرہ کا اور دلائل کے اعتبار سے جمہور کا مسلک راجح ہے لہذا بارہ کی مغرب تک وقت ہے اس کے بعد قربانی جائز نہیں۔

دلیل نمبر1 **عن نافع عن ابن عمرؓ قال اضحی یومان بعد یوم الاضحی رواه مالك وقال بلغني عن عليؓ بن ابي طالب مثله** (مؤطا امام مالک، حدیث ۱۰۶۸)

عیدالاضحیٰ کے بعد قربانی کے دو دن ہیں یہی حضرت علیؓ سے منقول ہے۔

دلیل نمبر2 **عن سلمه بن الاكوع قال قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم من ضحّى منكم فلايصبحن بعد ثالثة**

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو قربانی کرے وہ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت نہ رکھے۔ (بخاری ۵۵۶۹)

دلیل نمبر3 **عن عليؓ بن ابي طالب يقول يوم الاضحى ايهاالناس ان النبي قد نهى ان تأكلوا نسككم بعد ثلث**

عید کے دن حضرت علیؓ نے فرمایا اے لوگو یقیناً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں 3 دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا (معانی الاثار ۶۱۲۱، ج ۲)

دلیل نمبر 4 **نهيتكم عن لحوم الاضاحی فوق ثلاثة ايام فامسكوا مابدالكم**

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں 3 دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا پس اب تمہیں رکھنے کی اجازت ہے۔(نسائی ص ۲۸۵، ج۔۱)

ان احادیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ قربانی کے دن تو صرف 3 ہی ہیں ایک عیدالاضحیٰ کا دن اور دو دن اس کے بعد اسی لئے عید کے تین دن سے زیادہ گوشت رکھنے سے منع کیا تھا بعد میں گوشت رکھنے کی اجازت دے دی گئی مگر قربانی کے تین دن ہی باقی رکھے گئے۔

قربانی کا وقت

جن بستیوں یا شہروں میں نمازِ جمعہ وعیدین جائز ہے وہاں نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں کیونکہ حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف فرمایا کہ اگر کسی نے نماز سے پہلے قربانی کردی تو اس پر دوبارہ قربانی کرنا لازم ہے۔(بخاری ۵۵۶۲، مسلم ۵۰۶۰)

البتہ چھوٹے گاؤں جہاں نماز جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں، یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں ،لیکن مستحب یہ ہے کہ وہ سورج طلوع ہونے کے بعد کریں۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم کی یہ رائے ہے کہ شہر میں رہنے والا اس وقت تک قربانی نہ کرے جب تک امام نماز نہ پڑھادے ہاں البتہ اہل علم نے بستی میں رہنے والوں کو طلوع فجر کے بعد قربانی کرنے کی اجازت دی ہے عبداللہ ابن مبارکؒ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔(ترمذی ص ۲۷۷، ج۔۱)

کیونکہ عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا ان لوگوں کیلئے ممنوع ہے جن پر عید کی نماز واجب ہے یعنی اہل شہر یا اہل قصبہ۔ ایسے ہی اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز عید پہلے دن نہ ہوسکے تو نماز عید

کے وقت (زوال کے بعد) قربانی کرنا درست ہے۔

مسئلہ جس شہر میں کئی جگہ عید کی نماز پڑھی جاتی ہو تو وہاں کسی جگہ بھی نماز عید ہو گئی تو شہر کے بقیہ لوگ قربانی کر سکتے ہیں۔

لیکن بہتر یہ ہے کہ خود عید کی نماز جب کسی امام کی اقتدا میں پڑھ لے تو پھر قربانی کرے۔

مسئلہ اگر عید کی نماز کے بعد قربانی کر لی پھر بعد میں پتہ چلا کہ عید کی نماز امام کی کسی غلطی کی وجہ سے خراب ہو گئی ہے تو اب دوبارہ قربانی کرنیکی ضرورت نہیں۔ پہلی ہی کافی ہے۔

مسئلہ اگر کسی آدمی نے صبح جلدی گوشت کھانے کیلئے اپنی قربانی کے جانور کو گاؤں میں بھیج دیا اور قربانی فجر کے فوراً بعد کر دی گئی تو جائز ہے کیونکہ قربانی کے جانور کے مقام کا اعتبار ہے نہ کہ اس آدمی کا جس کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہے ہاں البتہ اگر جانور شہر میں ہے تو عید کی نماز کے بعد ہی اس کی قربانی کرنا صحیح ہوگا عید کی نماز سے پہلے نہیں۔

اگر کوئی آدمی دوسرے شہر یا ملک میں اپنی قربانی کروائے تو قربانی کا جانور ذبح کرنے والے اس بات کا لحاظ بھی رکھیں کہ جس کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہے اس کے ملک میں بھی دس ذی الحجہ کی طلوع فجر ہو چکی ہو، اسی طرح جہاں قربانی ہو رہی ہے اگر وہ شہر ہے تو وہاں کسی جگہ پر عید ہو چکی ہو اور وہاں بھی قربانی کا وقت ہو یعنی بارہ ذی الحجہ کی مغرب تک ہو سکتی ہے اسی میں احتیاط ہے۔

نوٹ قربانی رات کو بھی کی جا سکتی ہے بشرطیکہ روشنی ہو ورنہ احتیاط بہتر ہے۔

قربانی کے جانور کے متعلق آداب

1. جانور کی خریداری کے وقت بار بار اپنی نیت کا محاسبہ کریں کہ فقط اللہ کی رضا کے لئے خرید رہا ہوں۔ ریا کاری سے اپنا ثواب ضائع نہ کریں۔
2. دن کو خریداری کریں تا کہ جانور کے عیوب کا آسانی سے پتہ چل سکے۔

۳ خوبصورت جانور خریدیں لیکن نمود ونمائش کی نیت نہ ہو۔

۴ کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائیں جب تک کوئی قیمت پر بات کر رہا ہو اس وقت تک دخل اندازی نہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی)

۵ قربانی کے جانور کو چند دن پالنا افضل ہے، قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کر لیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

۶ قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کرے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے، اور ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے جب تک پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے جیسا کہ درج ذیل حدیث پاک سے واضح ہے کہ

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں خوش اسلوبی اور سلیقہ مندی کو ضروری قرار دیا ہے اس لئے جب تم کسی شخص کو (قصاص وغیرہ میں) قتل کرو تو خوش اسلوبی سے کرو اور جب تم (کوئی جانور) ذبح کرو تو خوش اسلوبی سے کرو اور اس طرح) جانور کو موت کی تکلیف سے جلدی راحت دے دیا کرو۔ (مسلم ۵۰۵۱، مکتبہ بشریٰ)

تشریح سلیقہ مندی ہر عمل کی جان ہے اور شریعت میں اس کا بہت خیال رکھا گیا ہے اور شریعت نے ہر ہر چیز میں اس کی تعلیم بھی دی ہے اور تاکید بھی فرمائی ہے، خاص کر جانور کو ذبح کرنے میں اگر یہ بات سامنے رکھی جائے کہ اگر جانور کی جگہ انسان خود ہوتا تو وہ اپنے ساتھ کیا معاملہ پسند کرتا؟ یہ مراقبہ انسان کو سلیقہ مندی سکھانے کے لئے کافی ہے۔ ورنہ تو بہت سے قصائی جانوروں کے ساتھ بڑی بے دردی کا سلوک کرتے ہیں پہلی بات تو یہی ہے کہ جانور کے سامنے عین ذبح ہونے سے پہلے یہ بات آنی ہی نہیں چاہیے کہ وہ ذبح ہونے والا ہے اور اگر جانور اس بات کو محسوس کر کے یا بلا محسوس کیے بھاگ جائے تو اس کو پکڑ کر لانے میں اچھا اور رحم

دلانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے اور جانور کو یا تو پیچھے سے ہانک کر لے جانا چاہیے یا سامنے سے کھینچنا چاہیے کیونکہ پچھلی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹنے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے اور مستحب یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے پانی پلا دیا جائے۔

اسلامی ذبیحہ کی شرائط

اسلامی ذبیحہ کی تین شرائط ہیں۔

۱ ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا۔

۲ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا۔

۳ شرعی طریقہ پر حلقوم (نرخرہ) اور سانس کی نالی اور خون کی رگیں کاٹ دینا۔

ذبح کا مسنون طریقہ

قربانی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آدمی جانور کو قبلہ کی طرف منہ کر کے لٹائے پھر یہ دعا پڑھے۔

اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَهٗ۔۔۔وَبِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْكَ وَلَكَ (ابوداؤد ۲۷۹۵)

'**بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَر**' کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے۔ **اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّی کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِكَ اِبْرٰهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ**

اور اگر کسی اور کی طرف سے ذبح کرے تو ''**مِنِّی**'' کی جگہ ''**من فلان**'' کہے اور فلاں کی

جگہ اس کا نام لے مثلاً ’مِنّی‘ کی جگہ **من عبدالرحمان** کہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہی وسفیدی مائل رنگ کے دوسینگوں والے دومینڈھوں کی قربانی کی۔ اپنے دستِ مبارک سے ان کو ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت ’**بِسمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَر**‘ پڑھا، میں نے دیکھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا پاؤں (مبارک) انکے پہلو میں رکھے ہوئے تھے اور زبان مبارک سے ’**بِسمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَر**‘ کہتے جاتے تھے (بخاری، مسلم)

نوٹ جانور کا قبلہ رخ ہونا مستحب ہے اگر کوئی مشکل پیش آرہی ہو تو پھر جس طرف بھی رخ ہو ذبح کر دیا جائے۔

ذبح کا افضل طریقہ

افضل اور مستحب طریقہ قربانی کرنے کا یہ ہے کہ آدمی خود اپنے ہاتھ سے اپنی قربانی کے جانور کو ذبح کرے بشرطیکہ اچھے طریقہ سے ذبح کرنا جانتا ہو (اور عورت کیلئے بھی یہی حکم ہے) ہاں اگر دل کے کمزور ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے خود نہیں کرسکتا ہو تو کم از کم وہاں موجود رہے تا کہ اپنے جانور کو ذبح کرتے ہوئے اور اس کا خون بہتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھے، خود ذبح کرنے میں یا دوسرے سے ذبح کرواتے وقت موجود ہونے میں جو شوق وخلوص، امنگ اور خدا کیساتھ جو دلی تعلق ہوتا ہے اور مقاصد قربانی کی تکمیل جو اس صورت میں ہوتی ہے۔ ایسی کیفیت دور بیٹھے بیٹھے کسی سے ذبح کروانے میں کہاں پائی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ حدیث سے واضح ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: فاطمہ اٹھو اپنی قربانی کے پاس رہو (اور اسے ذبح ہوتے دیکھو) کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ جو زمین پر گرے گا اس کے ساتھ ہی تمہارے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم یہ فضیلت ہم اہل بیت (خاندان نبوت) کیلئے مخصوص ہے یا ہم اور تمام مسلمان اس کے مستحق ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لئے بھی اور تمام مسلمانوں کیلئے بھی۔

ذبح کے احکام

★ ذبح کرتے وقت اس چیز کا خیال رکھیں کہ ذبح کا مقام حلق اور لَبّہ (سینہ) کے درمیان ہوتا ہے۔ یعنی ٹھوڑی کے نیچے جو اُبری ہوئی ہڈی ہوتی ہے اس کے نیچے ذبح کریں۔

★ ذبح کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا منہ قبلہ کی طرف کرکے تیز چھری ہاتھ میں لیکر **بِسمِ اللّٰہِ۔ اَللّٰہُ اَکبَر** کہہ کر اسکے گلے کو یہاں تک کاٹیں کہ چار رگیں کٹ جائیں۔

۱ سانس لینے والی رگ ۲ کھانے، پینے والی رگ

۳، ۴ دوشہ رگیں جو سانس لینے والی رگ کے دائیں اور بائیں ہوتی ہیں۔

★ اگر ان چار میں سے تین رگیں کٹیں تب بھی ذبح درست ہے اسکا کھانا حلال ہے۔

نوٹ **بِسمِ اللّٰہِ ۔ اَللّٰہُ اَکبَر** ایک مرتبہ پڑھنا کافی ہے اور یہی سنت ہے! بار بار پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ بار بار پڑھنا ضروری نہ سمجھا جائے۔

★ اگر دو ہی رگیں کٹیں تھیں کہ جانور کی روح نکل چکی تھی تو وہ جانور مردار ہوگیا اس کا کھانا درست نہیں۔

★ اگر ذبح کے وقت **بِسمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکبَر** کو قصداً (جان بوجھ کر) ترک کردیا تو وہ جانور مردار ہے اور بھول جائے تو اس جانور کو کھانا درست ہے۔

★ کُند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے جانور کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔

★ جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کا کوئی عضو کاٹنا یا کھال اتارنا ممنوع ہے۔

★ گردن کو کاٹ کر الگ نہ کیا جائے اور نہ حرام مغز کاٹا جائے۔

★ جانور کو گدّی کی طرف سے ذبح نہ کیا جائے۔

★ جو جانور گدّی کی طرف سے ذبح کیا جائے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے نزدیک اس کا گوشت حلال نہیں (بشرطیکہ رگیں کٹنے سے پہلے پہلے وہ جانور مر جائے)

★ مسلمان کا ذبح کرنا بہرحال درست ہے چاہے مرد ذبح کرے یا عورت چاہے پاک ہو یا ناپاک اور اس کا گوشت کھانا بھی حلال ہے اور کافر کا ذبح شدہ جانور مردار ہے اور اسکا کھانا بھی حرام ہے۔

★ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

★ جانور کے سامنے چھری تیز کرنا یا جانور کو لٹا کر چھری تیز کرنے لگ جانا مکروہ ہے۔

★ جانور کو ذبح کرنے کی جگہ پر گھسیٹ کر لے جانا مکروہ ہے۔

★ جانور کو کھلائے، پلائے بغیر، بھوکا پیاسا رکھ کر ذبح کرنا مکروہ ہے۔

★ جانور کو قبلہ رخ بائیں کروٹ پر لٹائے تاکہ جان آسانی سے نکلے اسکے خلاف کرنا مکروہ ہے۔

★ قربانی کے جانور کو بائیں ہاتھ سے ذبح کرنا خلافِ سنت ہے۔ بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اگر کوئی عذر ہے تو جائز ہے۔ خالص لوہے کی یا کسی اور دھات سے بنی ہوئی چھری سے ذبح کرنا جائز ہے اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ چھری میں اگر لکڑی نہ لگی ہو تو ذبح حرام ہو جاتا ہے۔

★ جانور کو ذبح کیلئے گراتے وقت اگر کوئی عیب (مثلاً ٹانگ وغیرہ ٹوٹ جائے) اس کی قربانی کرنا جائز ہے۔

★ ذبح کے وقت اگر دو آدمی مل کر ایک جانور پر بیک وقت چھری چلائیں خواہ چھری ایک ہو یا الگ الگ تو دونوں پر "**بِسمِ اللّٰہ ۔ اَللّٰہُ اَکبَر**" کا پڑھنا واجب ہے اگر دونوں میں سے کوئی ایک بھی **بِسمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکبَر**' چھوڑ دیگا اس بات کا گمان کرے گا کہ ایک کا

پڑھنا کافی ہے تو جانور حرام ہوگا درمختار میں ہے۔ ''فوضع یده مع ید القصاب فی الذبح واعانه علی الذبح سمی کل وجوبا فلو ترکها احدهما اوظن ان تسمیة احد هما تکفی حرمت'' (درِمختار مع شامیہ، ص۔۲۳۵، ج۔۵)

★ اُونٹ کو نحر کرنا افضل ہے اور بقیہ جانوروں کو ذبح کرنا افضل ہے۔

نحر اور ذبح میں فرق یہ ہے کہ نحر سینے کے قریب سے رگیں کاٹنے کا نام اور ذبح ٹھوڑی کے نیچے جو اُبھری ہوئی ہڈی ہے اس کے نیچے والی جانب سے رگیں کاٹنے کا نام ہے۔

نوٹ اونٹ کو نحر کرنے کے بعد ذبح کے طور پر گلے میں کئی جگہ چھری پھیرنا غلط ہے۔

قربانی کے گوشت کے احکام

قربانی کے گوشت کے احکام قدرے تفصیل سے لکھے جاتے ہیں۔

★ جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔

★ افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کیلئے رکھے، ایک حصہ احباب واعزّہ میں تقسیم کردے اور ایک حصہ فقراء ومساکین میں تقسیم کرے اور جس شخص کے عیال زیادہ ہوں وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔

★ قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔

★ ذبح کرنیوالے کو گوشت یا کھال بطورِ اجرت دینا جائز نہیں۔

★ نذر، منت کی قربانی کا سارا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے۔ خود استعمال نہیں کرسکتا۔

★ اگر کسی شخص نے گذشتہ سال کی فوت شدہ قربانی کی قضاء کے طور پر جانور ذبح کرلیا (اگرچہ ایسا کرنا درست نہیں بلکہ اسکی قیمت صدقہ کرنی چاہیے تھی) تو اسکا تمام گوشت صدقہ

کرنا واجب ہے۔

★ فوت ہونیوالے کی وصیت کی قربانی کے گوشت کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔

★ بڑے جانور کی قربانی میں اگر کوئی شریک گذشتہ سال کی قضاء قربانی کی نیت سے شریک ہوگیا تو قربانی سب شرکاء کی ادا ہو جائے گی مگر تمام گوشت کا صدقہ کرنا ضروری ہوگا۔

نوٹ مذکورہ نذر، منت، وصیت، قضاء قربانی کا گوشت، سیّد، اپنے اعزّہ اور مال دار کو نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ فقراء و مساکین کو دینا ضروری ہے۔

★ اپنی قربانی، نفلی قربانی یا اپنے مال سے کسی کے ایصال ثواب کیلئے کی گئی قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے، عزیز و اقرباء کو بھی کھلا سکتا ہے اور مال دار، سیّد وغیرہ کو بھی دے سکتا ہے۔

★ قربانی کے جانور کا گوشت یا جسم کا کوئی حصہ فقراء کو بطورِ زکوٰۃ نہیں دیا جاسکتا اگر کسی نے دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

★ قربانی کا گوشت کسی بھی غیر مسلم، عیسائی، یہودی، مجوسی، ہندو وغیرہ کو دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ نذر، منت، وصیت اور قضاء قربانی کا گوشت نہ ہو۔

★ قربانی کا گوشت سخاوت سے تقسیم کریں اور اپنی ضرورت کے لئے پورا سال بھی رکھ سکتے ہیں اور بعض لوگوں کا کہنا کہ محرم سے پہلے ختم کرنا ضروری ہے۔ یہ بے بنیاد اور جہالت کی بات ہے۔

★ قربانی کا گوشت امیر، غریب، بنوہاشم، سیّد وغیر سیّد سب کو دینا جائز ہے۔

★ گوشت دوسرے شہر کے ضرورت مندوں کو بھی بھیجنا جائز ہے۔

★ قربانی کا گوشت ادلا بدلی کے طور پر لوگوں کی باتوں سے بچنے کی خاطر نہیں بھیجنا چاہیے بلکہ اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بھیجنا چاہیے۔

حلال جانور کے ممنوع اعضاء

حلال جانوروں کے درج ذیل اجزاء مکروہ تحریمی حرام کے قریب ہیں۔

1. بہنے والا خون جو ذبح کے وقت نکلتا ہے (یہ صرف ممنوع نہیں بلکہ حرام ہے)۔
2. مادہ جانور کی پیشاب کی جگہ۔
3. کپورے۔
4. غدود (جسم کی رسولی گلٹی وغیرہ)
5. نر جانور کی پیشاب کی نالی۔
6. مثانہ۔
7. پتہ۔

دلیل كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يكره من الشاة سبعاً (١) الدم (٢) والحيا (٣) والانثيين (٤) والغدة (٥) والذكر (٦) والمثانة (٧) والمرارة۔

(مصنف عبدالرزاق، حدیث ۸۹۴۳، المعجم الاوسط طبرانی حدیث ۹۴۸۰، دارالحرمین دارالتاصیل)

اور حرام مغز کے بارہ میں قرآن وسنت میں کوئی صراحت موجود نہیں، یہ ایسے ہی بدنام ہے یعنی حرام نہیں ہے۔ انکے علاوہ کھال، کلیجی، گردے، اوجھڑی، سری پائے، پنچے، کان وغیرہ گوشت ہی کے حکم میں ہیں کسی کو اگر ان میں سے کوئی چیز طبعی طور پر ناپسند ہو تو اس سے شرعاً اس کا مکروہ یا ناجائز ہونا لازم نہیں آتا۔

قربانی کی کھال کے احکام

1. قربانی کے جانور کے کسی عضو (جس میں کھال بھی شامل ہے) کو فروخت کرنا جائز نہیں البتہ

قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔مثلاً مصلّیٰ بنالینا، چمڑے کی کوئی چیز، ڈول، موزے وغیرہ بنوالیے جائیں یہ جائز ہے لیکن اگر اس کو فروخت کردیا جائے تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں بلکہ صدقہ کرنا واجب ہے۔

❷ قربانی کی کھال کسی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز نہیں (مثلاً قصائی کی اجرت وغیرہ) اس لئے مسجد کے موذن یا امام وغیرہ کے حق الخدمت کے طور پر ان کو کھال دینا درست نہیں۔

❸ مدارس اسلامیہ کے غریب نادار طلباء ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے۔احیائے علم دین کی خدمت بھی مگر مدرسین وملازمین کی تنخواہ اس سے دینا جائز نہیں ہے۔

❹ جس طرح زکوٰۃ میں مالک بنانا ضروری ہے اسی طرح کھال کی قیمت کا مالک بنانا ضروری ہے اور جو چیز مالک بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔مثلاً مسجد، مدرسہ (یعنی عمارت)، شفاخانہ، رفاہی ادارہ، میت کا کفن ودفن وغیرہ اور میت کے قرض کی ادائیگی وغیرہ تو ان مدات میں قربانی کی کھال کی قیمت صرف نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ اگر کھال یا کھال کی قیمت کسی مستحق زکوٰۃ کو دے دی تو وہ جہاں چاہے خرچ کرے خواہ وہ بطورِ چندہ مسجد کو دے یا کسی رفاہی ادارے کو تو یہ جائز ہے کیونکہ غریب و مستحق کو اسکا اختیار ہے۔

مسئلہ بعض جگہ حیلہ تملیک کو آڑ بنا کر کھالوں کی رقم مسجد یا مدرسے وغیرہ کی عمارت میں صرف کردی جاتی ہے۔حالانکہ اس حیلہ میں حقیقتہً کسی غریب کو مالک بنانا مقصود نہیں ہوتا تو ایسا کرنا درست نہیں۔

مسئلہ بعض لوگ صرف بیوہ سمجھ کر کسی عورت کو کھال کی رقم دے دیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ یہ بیوہ صاحبِ نصاب ہے یا نہیں حالانکہ کھال کی رقم اس بیوہ ہی کو دینا جائز ہے جو صاحبِ

نصاب نہ ہوا گروہ صاحبِ نصاب ہے تو اس کو کھال کی رقم دینا جائز نہیں اور عموماً آج کل بیوہ خواتین صاحبِ نصاب ہوتیں ہیں اور انکے گھروں میں خرافات بھی مثلاً ٹی وی وغیرہ اس طرح کا بہت سامان موجود ہوتا ہے لہذا احتیاط کرنی چاہے۔

مسئلہ بڑی کھال میں کئی حصہ دار ہوتے ہیں سب کی اجازت کے ساتھ کھال کسی کو دینی چاہیے ورنہ اجازت کے بغیر دینا شرعاً جائز نہیں۔

مسئلہ جان چھڑانے کیلئے ہر آدمی کو کھال کی رقم دینا درست نہیں بلکہ مستحق یعنی کسی غریب کو پہنچانا آپ کی ذمہ داری ہے ورنہ کسی غیر مستحق کو دینے کی صورت میں آپ کو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ مشترک قربانی کے جانور کی جھول، رسی اور ہار وغیرہ پر سب شرکاء کا حق ہے انکی اجازت کے بغیر کوئی ایک استعمال نہیں کرسکتا بلکہ کھال کی طرح ان اشیاء کو صدقہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ نذر منت کی قربانی کا گوشت جیسے فقراء پر صدقہ کرنا ضروری ہے اسی طرح نذر منت کی قربانی کی کھال جھول وغیرہ بھی صدقہ کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ آج کل بہت سے لوگوں نے ویلفیئر اور رفاہی ادارے قائم کرر کھے ہیں وہ کھال بھی جمع کرتے ہیں حالانکہ ان کو کھال کے شرعی طریقہ پر خرچ کرنے کا علم ہی نہیں ایسے غیر معتبر اداروں کو کھال دینا احتیاط کے خلاف ہے۔

قربانی کے متفرق مسائل

اگر قربانی کے دن گذر گئے، ناواقفیت، غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہیں کرسکا تو قربانی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانوروں کی قیمت صدقہ کردینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا ہمیشہ گناہ گار رہیگا کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔ جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، زکوۃ ادا کرنے

سے حج ادا نہیں ہوتا ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات اور صحابہ کا عمل اس پر گواہ ہے۔

مسئلہ اگر جانور صحیح سالم خرید ا تھا پھر اس میں کوئی عیب (مانع قربانی) پیدا ہو گیا تو اگر خرید نے والا غنی صاحبِ نصاب نہیں ہے تو اس کیلئے عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر وہ شخص مال دار، صاحبِ نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

مسئلہ اگر کسی شخص کا قربانی کا جانور گم ہو جائے، مر جائے یا چوری ہو جائے تو اگر وہ صاحب نصاب ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اسکی جگہ دوسری قربانی خرید کر کرے اور اگر پہلا جانور بھی ایام قربانی میں مل جائے تو بہتر ہے وہ بھی بطور قربانی کر دے لیکن اس پر اس کی قربانی کرنا واجب نہیں ہے اور اگر وہ غریب ہے تو اس پر دوبارہ خرید کر قربانی کرنا واجب نہیں۔ البتہ اگر اس کو پہلا جانور ایام قربانی کے بعد ملے تو اس جانور کا یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص یہاں موجود نہیں دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے کہے قربانی کر دی تو یہ جائز نہیں۔

مسئلہ اگر بڑے جانور میں کسی غائب کا حصہ بغیر اس کے کہے مقرر کر دیا جائے تو حصے داروں کی قربانی بھی نا جائز ہو جائیگی (غائب کی اجازت یا اس کو اطلاع دیدی جائے تو جائز ہے)۔

مسئلہ: اگر کوئی جانور کسی کو حصہ پر دیا جائے تو یہ جانور پالنے والے کی ملکیت نہیں ہوا بلکہ اصل مالک کا ہی ہے۔ اسلئے اگر کسی نے اس پالنے والے سے (اصل مالک کی اجازت کے بغیر) خرید کر قربانی کر دی تو یہ قربانی جائز نہیں ہے اگر ایسا جانور خریدنا ہو تو اصل مالک سے خریدے۔

مسئلہ اگر کوئی جانور گابھن ہو تو اسکی قربانی جائز ہے پھر اگر بچہ زندہ نکلے تو اسکو بھی ذبح کردے۔

مسئلہ اگر گائے میں سات آدمیوں سے کم شریک ہوئے جیسے پانچ آدمی شریک ہوئے یا چھ آدمی شریک ہوئے اور کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں تب بھی سب شرکاء کی قربانی درست ہے اور اگر آٹھ آدمی شریک ہوئے تو کسی کی قربانی صحیح نہیں ہوئی۔

مسئلہ قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے اولاد کی طرف سے واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مال دار بھی ہو تب بھی ان کی طرف سے کرنا واجب نہیں نہ اپنے مال میں سے نہ ان کے مال میں سے اگر کسی نے ان کی طرف سے قربانی کردی تو یہ نفل ہوگی لیکن اپنے ہی مال سے کرے ان کے مال میں سے ہرگز نہ کرے۔

مسئلہ صاحبِ نصاب پر ایک ہی قربانی واجب ہوتی ہے خواہ وہ کتنا ہی مال دار کیوں نہ ہو اگرچہ ملکیت میں کئی نصاب جمع ہو جائیں تو بھی ایک ہی قربانی واجب ہوگی۔

مسئلہ: مرنے والوں کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے ایک ہی قربانی کا ثواب بھی متعدد مرنے والوں کو پہنچایا جا سکتا ہے اور کرنے والوں کو اور مُردوں کو ثواب برابر ہی ملتا ہے ثواب میں کمی نہیں آتی۔

مسئلہ بڑی قربانی ذبح کرتے وقت سب شرکاء کے نام لینے کی ضرورت نہیں ذبح کرنے والا ان سب کی جانب سے ذبح کرنے کا خیال رکھے۔

مسئلہ علم کے باوجود اگر چوری کرنے والے سے جانور خریدا ہے تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا واجب ہوگا۔ ہاں البتہ اصل مالک بعد میں اجازت دے دے تو کھانا جائز ہوگا۔

مسئلہ جب ذبح کرنے والا مسلمان ہو تو جانور کا پکڑنے والا خواہ مشرک ہو یا مسلمان کچھ حرج

نہیں اور نہ ہی پکڑنے والے پر **بسم اللہ ۔ اللہ اکبر** کہنا واجب ہے۔

مسئلہ چند آدمی مل کر مشترک رقم سے بکری خرید کر اپنے مرحوم والدین کی طرف سے قربانی کریں تو یہ قربانی درست نہ ہوگی کیونکہ ایک حصہ کا مکمل ہونا ضروری ہے ان میں سے کسی کا بھی مکمل حصہ نہیں ہے۔

مسئلہ اگر ایک گھر میں کئی افراد صاحبِ نصاب ہوں تو سب پر قربانی واجب ہے۔ گھر کے سرپرست کا ایک ہی قربانی کر دینا کافی نہیں۔

مسئلہ ذبح فوق العقدہ (گردن کی ابھری ہوئی ہڈی سے منہ کی جانب کا حصہ) کی صورت میں اگر مطلوبہ رگیں کٹ جائیں تو ذبیحہ حلال ہوتا ہے۔ (امداد الفتاوی، عزیز الفتاوی)

تکبیراتِ تشریق

تکبیراتِ تشریق ہر فرض نماز کے بعد ہر مسلمان، مرد، عورت، شہری، دیہاتی، مقیم و مسافر، حاجی و غیر حاجی پر ایک بار پڑھنا واجب ہیں خواہ تنہا نماز پڑھے یا جماعت کے ساتھ (امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ) اور ایک بار سے زیادہ پڑھنا خلاف سنت ہے، احتیاطاً عید الاضحیٰ کے بعد اور ان ایام میں پڑھی جانے والی قضاء نماز کے بعد بھی پڑھنی چاہئیں۔ اگر فرض نماز کے بعد چھوٹ گئی تو پھر ان کی قضاء نہیں البتہ توبہ کرنے سے چھوڑنے کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ تکبیر تشریق یہ ہے

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث ۵۶۹۳)

وقت تکبیرات کی ابتداء نویں ذی الحجہ (عرفہ) کے روز فجر کی نماز کے بعد سے ہوتی ہے اور انکا اختتام ایام تشریق کے آخری دن یعنی تیرہویں ذی الحجہ کو عصر کی نماز کے بعد ہو جاتا

ہے(جن فرض نمازوں کے بعد تکبیر تشریق کہی جائے گی ان کی تعداد ۲۳ بنتی ہے)
لہذا۔سلام پھیرنے کے فوراًبعد تکبیراتِ تشریق ادا کرنی چاہئیں۔

عیدین کے سنن وآداب

شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کوعیدالفطر کہتے ہیں اورذی الحجہ کی دسویں تاریخ کوعیدالاضحیٰ اور یہ دونوں دن اسلام میں عیداورخوشی کے دن ہیں ان دونوں دنوں میں ’’دو۔دو‘‘ رکعت نماز بطورِشکریہ کے پڑھنا واجب ہے اور جمعہ کی نماز کی صحت ووجوب کیلئے جوشرائط ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں۔مثلاً

۱ شہر یا قصبہ کا ہونا، گاؤں، جنگل میں عیدین کی نماز درست نہیں۔

۲ عیدین کی نماز کا باجماعت ہونا،تنہا تنہا نماز پڑھنا درست نہیں۔

۳ عیدین میں قرأت کا بلند آواز سے کرنا۔

۴ عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار پڑھنا یعنی سب کو وہاں آنے کی اجازت ہو۔

سوائے خطبہ کے کہ جمعہ کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اورنماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اورعیدین کی نماز میں فرض یعنی شرط نہیں،سنت ہے اور بعد میں پڑھا جاتا ہے مگرعیدین کے خطبے کا سننا بھی جمعہ کے خطبے کی طرح واجب ہے یعنی اس وقت بولنا چلنا نماز پڑھنا سب حرام ہے۔

عیدین کے دن چند چیزیں مشترک طور پر مسنون ہیں

۱ شریعت کے موافق اپنی آرائش کرنا۔

۲ غسل کرنا ۳ مسواک کرنا ۴ عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس ہوں پہننا ۵ خوشبو لگانا۔

۶ صبح کو بہت سویرے اٹھنا ۷ عیدگاہ میں بہت سویرے جانا ۸ عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر

پڑھنا (یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا) البتہ عذر کی صورت میں مسجد یا آبادی، محلّہ میں کسی بھی جگہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں موجودہ دور میں شہروں کی آبادیاں بہت بڑھ چکی ہیں، کسی میدان میں جانا مشکل ہو چکا ہے یہ بھی ایک عذر ہے ❾ جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا ❿ پیدل جانا ⓫ راستے میں تکبیر ''**اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد**'' پڑھتے ہوئے جانا۔

اوراس کے علاوہ چند سنتیں ایسی ہیں جو عیدالفطر کے ساتھ خاص ہیں۔ مثلاً

❶ عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز یا کھجور کھانا

❷ عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر دے دینا۔

❸ راستہ میں تکبیر '**اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد**' کا آہستہ آواز سے کہنا۔

❹ عیدالفطر کی نماز کو عیدالاضحیٰ کے مقابلہ میں قدرے دیر کر کے پڑھنا سنت ہے۔

اور چند سنتیں ایسی ہیں جو عیدالاضحیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔ مثلاً

❶ عیدگاہ میں جانے سے پہلے کچھ نہ کھانا بلکہ بعد میں قربانی کا گوشت کھانا نوٹ عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا صرف مستحب ہے اگر کوئی عذر ہو تو کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ عید کے بعد اپنی قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتداء کرنا بھی صرف مستحب ہے فرض یا واجب نہیں لہذا اگر بھوک لگی ہو یا قربانی تاخیر سے کرنی ہو تو کھائیں پیئیں کوئی حرج نہیں بھوک کے باوجود کھانے سے رکا رہنا اوراس کو روزہ سمجھنا یا اس پر روزہ کا لفظ استعمال کرنا جہالت ہے۔

❷ عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر ''**اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد**' کا ذرا آواز سے پڑھنا۔

۳ عیدالاضحیٰ کی نماز جلدی پڑھنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

عید کی نماز کا وقت

★ طلوعِ آفتاب کے بعد (اشراق) سے زوالِ آفتاب تک عیدین کی نماز کا وقت ہے۔

عیدین کی نماز کا سنت وقت

★ جب سورج ایک نیزہ (3 گز/9 فٹ) بلند ہوجائے تو اشراق یعنی عیدالاضحیٰ کا سنت وقت ہے اور جب سورج 2 نیزے (6 گز/18 فٹ) بلند ہوجائے تو عیدالفطر کا مسنون وقت ہے۔

۱ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدالفطر کی نماز ہم لوگوں کو ایسے وقت پڑھاتے تھے کہ آفتاب بقدر دو نیزے کے بلند ہوتا تھا اور عیدالاضحیٰ کی نماز ایسے وقت پڑھاتے تھے کہ آفتاب بقدر ایک نیزہ کے بلند ہوتا تھا۔ (معارف الحدیث بحوالہ تلخیص الجبیر، ص ۲۴۲، حصہ سوم)

۲ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح صبح عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے (بخاری ۹۷۳، کتاب یوم الجمعہ)

۳ یہی عمل حضرات صحابہ کرامؓ کا تھا کہ نماز فجر کے سلام کے فوراً بعد عیدگاہ تشریف لے جاتے تاکہ جلدی پہنچ کر منبر کے قریب بیٹھیں (احکام العید للفریابی حدیث ۲۸، ص ۱۰۴، احکام قربانی ادارہ غفران)

۴ عبداللہ ابن عمرؓ کبھی نماز کے فوراً بعد کبھی نماز کے بعد غسل کر کے فوراً عیدگاہ تشریف لے جاتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۵۶۵۳، مؤطا امام محمد)

یہی وجہ ہے کہ عبداللہ بن بسرؓ نے عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے موقع پر امام کے تاخیر سے آنے پر

مذمت کی اور فرمایا کہ اس وقت تک تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز عید پڑھ کر فارغ ہو جایا کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ نوافل (چاشت کا) وقت تھا۔ اس سے معلوم ہوا عیدین کا اول وقت یعنی اشراق کے وقت میں پڑھنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

ہمارے زمانے میں بہت سے مقامات پر عیدین کی نماز بہت تاخیر سے پڑھی جاتی ہے، یہ بلاشبہ خلاف سنت ہے۔ (معارف الحدیث حوالہ بالا)

عیدین کی نماز کی نیت

عیدین کی نماز کی نیت دل میں اس طرح فرمائیں۔ دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ واجب مع چھ زائد تکبیروں کے پیچھے اس امام کے '**اللہ اکبر**'۔ دل کے ساتھ زبان سے بھی کہہ لیں تو بہتر ہوگا۔

عیدین کی نماز کا طریقہ

عیدین کی نماز کی نیت کر لینے کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہے اور مقتدی بھی امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہیں اور عام نمازوں کی طرح امام ومقتدی دونوں زیرِ ناف ہاتھ باندھ لیں اس کے بعد امام ومقتدی دونوں ثناء پڑھیں پھر امام زائد تکبیروں میں سے پہلی تکبیر کہے اور مقتدی بھی امام کے ساتھ تکبیر کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں پھر امام ومقتدی دوسری تکبیر کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں پھر امام ومقتدی تیسری تکبیر کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور باندھ لیں پھر امام آہستہ آواز میں **اعوذ باللہ** اور **بسم اللہ** پڑھے پھر فاتحہ اور کوئی سورت، مستحب ہے کہ '**سبح اسم ربك الاعلى**' پڑھے پھر رکوع، سجدہ عام نمازوں کی طرح کر کے امام ومقتدی پہلی رکعت کو پورا کر لیں اور پھر دوسری رکعت شروع کریں اب امام پہلے قرأت، فاتحہ وسورت پڑھے مستحب ہے کہ '**هل اتاك حديث**

الغاشیہ ' پڑھے قرأت مکمل کر لینے کے بعد امام تکبیر (زائد) کہے مقتدی بھی امام کے ساتھ تکبیر کہیں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں پھر دوسری مرتبہ امام ومقتدی تکبیر کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں پھر تیسری مرتبہ تکبیر کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں پھر چوتھی مرتبہ تکبیر کہیں اور رکوع میں تشریف لے جائیں اور بقیہ نماز حسب دستور پوری فرمالیں۔

نوٹ یاد رہے کہ پہلی رکعت میں دو مرتبہ ہاتھ چھوڑنے ہیں اور دوسری میں تین مرتبہ چھوڑنے ہیں۔

عیدین کی نماز کے بعد دعا

نماز مکمل کر لینے کے بعد امام اور مقتدی اگر دعا مانگنا چاہیں تو نماز کے بعد اور خطبہ سے پہلے ہی مانگ لیں یہی مستحب وافضل ہے اور خطبہ کے بعد بھی مانگنے کی گنجائش ہے۔ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا گو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔

نماز یا نماز عیدین کے بعد مصافحہ ومعانقہ

مصافحہ اور معانقہ ملاقات کی سنت ہے نماز یا نماز عید کی سنت نہیں لہذا اگر کسی سے ملاقات اتفاق سے عید کے بعد ہوئی ہو تو وہ مصافحہ ومعانقہ کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ سنت ہوگا لیکن اگر اس کو عید کا حصہ سمجھ کر کریں گے تو یہ بدعت ہوگا کیونکہ عید کے بعد سپیشل معانقہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں (مجالس الابرار ا۔م ۵۰،ص ۲۹۸) جو کام صاحب شریعت

کے طریقہ کے مطابق ہو وہ مسنون ہوتا ہے اور جو اپنی طرف سے ایجاد کر کے ضروری سمجھ لیا جائے وہ بدعت ہوتا ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عیدگاہ میں نماز عید سے پہلے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا تو ناراضی کا اظہار فرمایا کیونکہ نماز اللہ کے نبی کے طریقہ کے خلاف تھی بلکہ فرمایا کہ اللہ کے نبی کی مخالفت کی وجہ سے عذاب کا اندیشہ ہے۔(مجمع البحرین م۱۸،ص۱۲۹)

بہرحال ایسے موقع پر اگر کوئی مسلمان مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھائے تو ہاتھ کھینچ کر اس کا دل نہ دکھائیں بلکہ مصافحہ کر کے اس کو اصل مسئلہ بھی بتائیں۔

عیدین میں چھ زائد تکبیریں

نماز عیدین کی زائد تکبیرات کے بارہ میں مختلف احادیث کتب احادیث میں ملتی ہیں جن کی وجہ سے فقہاء کرام کی رائے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ فقہاء احناف کے علاوہ باقی فقہ کے تینوں ائمہ کرام کے نزدیک نماز عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ زائد تکبیریں ہیں لیکن احناف یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ تین تکبیریں دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کے علاوہ تین تکبیریں یعنی کل چھ زائد تکبیروں کا ہے۔احناف کا مسلک درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

”وعن سعید بن العاص قال سألت ابا موسیٰ وحذیفة کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابوموسیٰ کان یکبر اربعاً تکبیر ہ علی الجنائز فقال حذیفة صدق (رواہ ابوداؤد، حدیث۱۱۵۳)

ترجمہ: اور حضرت سعید ابن عاص فرماتے ہیں کہ میں نے ابوموسیٰ وحضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما

سے سوال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدالفطر وعیدالاضحیٰ کی نماز میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہتے تھے اسی طرح عیدین کی نماز میں بھی چار تکبیریں کہا کرتے تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہا نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ابوموسیٰ نے سچ کہا۔

تشریح حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب کی تفصیل یہ ہے کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ کی نماز پڑھتے وقت چار تکبیریں کہا کرتے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کی نماز میں بھی ہر رکعت میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے اس طرح کہ پہلی رکعت میں تو قرأت کے بعد رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیریں کہتے تھے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیریں کہتے تھے۔

نوٹ اسی بات پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع بھی ہو گیا تھا۔

جیسا کہ درج ذیل روایت سے ثابت ہے امام ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ روایت فرماتے ہیں

”قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس مختلفون فی التکبیر علی الجنائز۔۔۔۔ پھر آگے چل کر فرماتے ہیں۔ **فکانو اعلی ذلك(الاختلاف)حتی قبض ابوبکر فلماولی عمر رأی اختلاف الناس فی ذالك شق ذالك علیه جداً فارسل الیٰ رجال من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انکم معاشر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ وسلم ومتی تختلفون علی الناس یختلفون من بعدکم ومتی تجمعون علی امر یجتمع الناس علیه،فانظر واامراً تجتمعون علیه فکانما**

ایقظھم فقالو نعم ! مارایت یاامیر المومنین فأ شر علینا فقال عمر: بل اشیروانتم علی فانما انا بشر مثکم فتر اجعواالامر بینھم فاجمعوا امر ھم علی ان یجعلو االتکبیر علی الجنائز مثل التکبیر فی الاضحیٰ والفطر اربع تکبیرات فاجمع امرھم علی ذالک (شرح معانی الاثار، حدیث ۲۷۷۳)

اسی پر عمل یا روایت ہیں ان صحابہ کرام کی جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

❶ عبداللہ ابن مسعود ❷ حذیفہ بن یمان ❸ عبداللہ بن قیس (حدیث ۵۷۴۵ ابن ابی شیبہ)

❹ ابوموسیٰ اشعری ❺ ابومسعود انصاری (ابن ابی شیبہ ۵۷۵۱)

❻ سعید بن عاص (ابن ابی شیبہ ۵۷۵۲) ❼ جابر بن عبداللہ (ابن ابی شیبہ ۵۷۵۳)

❽ حضرت انس ۵۷۵۷۔ ❾ حضرت عبداللہ ابن عباس (ابن ابی شیبہ ۵۷۵۴)۔

رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجماعین

عیدین کے متفرق مسائل

مسئلہ عید کی مبارک بادی زبان سے دینا مستحب ہے۔ بہتر ہے مبارک بادی میں یہ الفاظ کہیں جائیں ''**تقبل اللہ مناومنکم**'' اللہ ہماری اور آپ کی طرف سے عید کی عبادت کو قبول کرے۔ اس کے لئے مصافحہ شرط نہیں ہے۔

مسئلہ اگر عید کی نماز میں مقتدی کی زائد تکبیریں یا ایک رکعت نکل جائے تو اگر امام تکبیرات سے فارغ ہو چکا ہو خواہ قرأت شروع کی ہو یا نہ کی ہو بعد میں آنے والا مقتدی تکبیرِ تحریمہ کے بعد زائد تکبیریں بھی کہے اور اگر امام رکوع میں جا چکا ہے اور یہ گمان ہو کہ تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے گا تو تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑے کھڑے تین تکبیریں کہہ کر

رکوع میں جائے اور اگر یہ خیال ہو کہ اتنے عرصے میں امام رکوع سے اٹھ جائے گا تو تکبیرِ تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں رکوع کی تسبیحات کی بجائے تکبیرات کہہ لے ہاتھ اٹھائے بغیر اور اگر اس کی تکبیریں پوری نہیں ہوئی تھیں کہ امام رکوع سے اٹھ گیا تو تکبیریں چھوڑ دے اور امام کی پیروی کرے اور اگر رکعت نکل گئی تو جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعت پوری کرے اور پھر پہلے قرأت کرے پھر تکبیریں کہے اس کے بعد رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

مسئلہ اگر کسی کی عید کی نماز رہ جائے تو اس کی قضاء نہیں اور نہ اس کا کفارہ ہے اب صرف استغفار کرے۔

مسئلہ عیدین کا خطبہ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور جو شخص عیدگاہ میں موجود ہو اس پر خطبہ سننا واجب ہے۔ خطبہ کے وقت کلام کرنا، شور کرنا سخت گناہ ہے۔

مسئلہ عیدین میں امام سے تکبیرات زائد میں سے کوئی تکبیر چھوٹ جائے یا کوئی ایسا سبب پایا جائے جس سے تمام نمازیوں پر سجدہ سہو لازم ہوتا ہے تو امام کو چاہیے کہ زیادہ مجمع کی صورت میں سجدہ سہو نہ کرے نماز ٹھیک ہو جائے گی اگر مجمع تھوڑا ہو تو کر سکتا ہے۔

مسئلہ خواتین کا گھر میں اجتماعی نماز کروانا مکروہ تحریمی ہے خواہ وہ نماز عیدین ہو یا کوئی اور فرض واجب نماز ہو "**ویکرہ تحریما جماعۃ النساء**" (فتاویٰ شامی)

مسئلہ عیدین کی نماز اگر پہلے دن کسی عذر کی وجہ سے رہ جائے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عید الاضحیٰ کی نماز بارہویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔

وللہ الحمد اولہ وآخرہ وظاہرہ وباطنہ وھوالمستعان

بندہ: عبدالقدوس عفا اللہ عنہ

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی اکرم شفیع اعظم دُکھے دِلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شِکستہ کشتی ہے تیز دَھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو

قدم قدم پہ ہے خوفِ راہ ظن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تمہیں محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاق جَفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیّب مزارِ اقدس پہ جاکے اک دن
سُناؤں ان کو میں حالِ دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

☆......☆......☆

تعلیمی و تربیتی پروگرام

جامع مسجد احمد محمد پورہ سمبڑیال روڈ ڈسکہ میں ہر سال عید الفطر کے بعد حج تربیتی کورس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں پروجیکٹر کے ذریعہ باتصویر حج کی مکمل تربیت دی جاتی ہے جس میں حج پر جانے والے مرد و خواتین حجاج کرام کی کثیر تعداد ذوق وشوق سے ہر سال شرکت فرماتے ہیں اور خواتین کے لیے پردے کا انتظام ہوتا ہے۔ اور پورہ سال عمرہ پر جانے والے احباب بھی کافی تعداد میں وقتاً فوقتاً تربیت لیتے رہتے ہیں

تعلیمی شعبہ جات

جامعہ اسلامیہ دینی درسگاھوں کے سلسلے کی ایک کڑی ھے ۔جس میں مندرجہ ذیل علوم کی تعلیم دی جا رھی ھے

1. **حفظ قرآن کریم**
2. **حفظ اور مڈل ایک ساتھ تین سال میں**
3. **گردان و تجوید قرآن کریم**
4. **متوسطہ یعنی مڈل**
5. **اولیٰ نہم (نہم کلاس سکول)**
6. **اولیٰ دھم (میٹرک)**
7. **ثانویہ عامہ (مساوی میٹرک)**
8. **ثانویہ خاصہ (مساوی انٹر میڈیٹ)**

دارالافتاء

اغراض و مقاصد

- روزمرہ پیش آنے والے دینی مسائل قرآن وسنت کی روشنی میں پیش کرنا۔
- عصر حاضر میں پیش آمدہ جدید مسائل کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کرنا۔
- اس پرفتن دور میں اہل اسلام خصوصاً نوجوان نسل کی صحیح رہنمائی کرنا۔

زیر سرپرستی

حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب حفظہ اللہ

0300-8615743
0321-6615743